اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

اللہ اکبر

تار کا پتہ الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ... بیرون ہند ...

جلد ۲۰	مطابق ۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۱ھ	یوم یکشنبہ	مورخہ ۹ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء	نمبر ۴۳

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بخیریت ڈلہوزی پہونچ جانے کی اطلاع موصول ہوگئی ہے۔ حضور کو آج کل رخسار پر ایک پھوڑے کی وجہ سے بہت تکلیف ہے۔ ۶ر اکتوبر حضور نے بذریعہ تار جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو طلب فرمایا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب موصوف فوراً روانہ ہوگئے۔

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے پاؤں کے درد میں اگرچہ پہلے کی نسبت کمی ہے۔ تاہم احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

مبلغین کلاس کے پانچ فارغ التحصیل طلباء میں سے فی الحال مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی۔ مولوی یوسف شاہ صاحب اور مولوی محمد عبداللہ صاحب کو تبلیغ کے کام پر لگا لیا گیا ہے۔ باقی دو کا معاملہ ابھی زیر غور ہے۔

جامعہ احمدیہ مبلغین کلاس کے درجہ اولیٰ میں امسال حسب ذیل پانچ طلباء داخل کر لئے گئے۔ عبدالرشید۔ احمد خاں۔ غلام حسین۔ بشیر احمد سیالکوٹی۔ نذیر احمد۔

۶ر اکتوبر علاقہ بیٹ میں ایک تبلیغی وفد روانہ کیا گیا۔

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۔ ہم لوگ یقین رکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ موجود ہے۔ اور اس کی ہستی پر ایمان لانا سب سے بڑی صداقت کا اقرار کرنا ہے۔ نہ کہ وہم و گمان کی اتباع۔

۲۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ اس کے سوا باقی سب کچھ مخلوق ہے اور ہر آن اس کی امداد اور سہارے کی محتاج ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے۔ نہ بیٹی۔ نہ باپ نہ ماں۔ نہ بیوی۔ نہ بھائی۔ وہ اپنی توحید اور تفرید میں اکیلا ہے۔

۳۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ اور تمام عیوب سے منزہ ہے۔ اور تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ کوئی عیب نہیں جو اس میں پایا جاتا ہو۔ اور کوئی خوبی نہیں۔ جو اس میں پائی نہ جاتی ہو۔ اس کی قدرت لا انتہا ہے۔ اس کا علم غیر محدود۔ اس نے ہر ایک شے کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور کوئی چیز نہیں۔ جو اس کا احاطہ کر سکے۔ وہ اول ہے۔ وہ آخر ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ وہ باطن ہے۔ وہ خالق ہے جمیع کائنات کا۔ اور مالک ہے کل مخلوقات کا۔ اس کا تصرف نہ کبھی پہلے باطل ہوا۔ نہ اب باطل ہے۔ نہ آئندہ باطل ہوگا۔ وہ زندہ ہے۔ اس پر کبھی موت نہیں۔ وہ قائم ہے۔ اس پر کبھی زوال نہیں۔ اس کے تمام کام ارادہ سے ہوتے ہیں۔ نہ کہ اضطراری طور پر۔ اب بھی وہ اسی طرح

دُنیا پر حکومت کر رہا ہے۔ جس طرح کہ وُہ پہلے کرتا تھا۔ اس کی صفات کسی وقت بھی معطل نہیں ہوتیں۔ وُہ ہر وقت اپنی قدرت نمائی کر رہا ہے۔

۴۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ ملائکہ اللہ تعالےٰ کی ایک مخلوق ہیں اور یفعلون ما یؤمرون (النحل ع ۶) کے مصداق ہیں۔ اس کی حکمت کاملہ نے انہیں مختلف کاموں کے لئے پیدا کیا ہے۔ وُہ واقع میں موجود ہیں۔ ان کا ذکر استعارتاً نہیں ہے۔ اور وُہ خدا تعالےٰ کے اسی طرح محتاج ہیں جس طرح کہ انسان۔ یا دیگر مخلوقات۔ اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کے اظہار کے لئے ان کا محتاج نہیں۔ وُہ اگر چاہتا۔ تو بغیر اس مخلوق کے پیدا کرنے کے اپنی مرضی کو ظاہر کرتا۔ مگر اس کی حکمت کاملہ نے اس مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ اور وُہ پیدا ہو گئی جس طرح سورج کی روشنی کے ذریعہ سے انسانی آنکھوں کو منور کرنے۔ اور روٹی سے اس کا پیٹ بھرنے سے اللہ تعالےٰ سُورج اور روٹی کا محتاج نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح ملائکہ کے ذریعہ سے اپنے بعض ارادوں کے اظہار سے وُہ ملائکہ کا محتاج نہیں ہو جاتا۔

۵۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ خُدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور اپنی مرضی ان پر ظاہر کرتا ہے۔ یہ کلام خاص الفاظ میں نازل ہوتا ہے اور اس کے نزول میں بندہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ نہ اس کا مطلب بندہ کا سوچا ہُوا ہوتا ہے۔ نہ اس کے الفاظ بندہ کے تجویز کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ معنی بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ اور الفاظ بھی اسی کی طرف سے۔ وُہی کلام انسان کی حقیقی غذا ہے۔ جس سے انسان زندہ رہتا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے اُسے اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ وُہ کلام اپنی قوت اور شوکت میں بے مثل ہوتا ہے۔ اور اس کی مثال کوئی بندہ نہیں لا سکتا۔ وُہ علُوم کے بے شمار خزانے اپنے ساتھ لاتا ہے۔ اور ایک کان کی طرح ہوتا ہے جسے جس قدر کھودو اسی قدر اس میں سے قیمتی جواہر نکلتے چلے آتے ہیں۔ بلکہ کانوں سے بھی بڑھ کر۔ کیونکہ ان کے خزینے ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کلام کے معارف ختم نہیں ہوتے۔ یہ کلام ایک سمندر کی طرح ہوتا ہے۔ جس کی سطح پر عنبر تیرتا پھرتا ہے۔ اور جس کی تہ پر موتی بچھے ہُوئے ہوتے ہیں۔ جو اس کے ظاہر پر نظر کرتا ہے۔ اس کی خوشبو کی مہک سے اپنے دماغ کو معطر پاتا ہے۔ اور جو اس کے اندر غوطہ لگاتا ہے دولتِ علم و عرفان سے مالا مال ہو جاتا ہے۔

یہ کلام کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی احکام و شرائع پر مشتمل ہوتا ہے، کبھی مواعظ و نصائح پر۔ کبھی اس کے ذریعہ سے علمِ غیب کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور کبھی علمِ رُوحانی کے دفینے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ کبھی اس کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ اپنے بندے پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے۔ اور کبھی اپنی ناپسندیدگی کا علم دیتا ہے۔ کبھی پیار اور محبت کی باتوں سے اس کے دل کو خوش کرتا ہے۔ کبھی زجر و توبیخ سے اُسے اُس کے فرض کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ کبھی اخلاقِ فاضلہ کے باریک راز کھولتا ہے۔ کبھی مخفی بدیوں کا علم دیتا ہے۔ غرض ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ خُدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور وُہ کلام مختلف حالات اور مختلف انسانوں کے مطابق مختلف مدارج کا ہوتا ہے۔ اور مختلف صورتوں میں نازل ہوتا ہے اور تمام کلاموں سے جو اللہ تعالےٰ نے بندوں سے کئے ہیں۔ قرآن کریم اعلیٰ اور افضل اور اکمل ہے۔ اور اس میں جو شریعت نازل ہوئی ہے۔ اور جو ہدایت دی گئی ہے۔ وُہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ کوئی آئندہ کلام اسے منسوخ نہیں کرے گا۔

۶۔ اسی طرح ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ جب کبھی بھی دُنیا تاریکی سے بھر جاتی رہی ہے۔ اور لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے رہے ہیں۔ اور بلا آسمانی مدد کے شیطان کے پنجہ سے رہائی پانا ان کے لئے مشکل ہو جاتا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی شفقتِ کاملہ اور رحم بے انتہا کے ماتحت اپنے نیک اور پاک اور مخلص بندوں میں سے بعض کو منتخب کرکے دُنیا کی رہنمائی کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ جیسا کہ وُہ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ یعنی کوئی قوم نہیں ہے۔ جس میں ہماری طرف سے نبی نہ آچکا ہو۔ اور یہ بندے اپنے پاکیزہ عمل۔ اور اپنے بے عیب نمونہ سے لوگوں کے لئے خضرِ راہ بنتے رہے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے وُہ اپنی مرضی سے دُنیا کو آگاہ کرتا رہا ہے۔ جن لوگوں نے ان سے مونہہ موڑا۔ وُہ ہلاکت میں سونپے گئے۔ اور جنہوں نے ان سے پیار کیا۔ خدا کے پیارے ہو گئے۔ اور برکتوں کے دروازے ان کے لئے کھولے گئے۔ اور اللہ تعالےٰ کی رحمتیں اُن پر نازل ہوئیں۔ اور اپنے سے بعد میں آنے والوں کے لئے وُہ سردار مقرر کئے گئے۔ اور دونوں جہانوں کی بہتری اُن کے لئے مقدر کی گئی۔ اور ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں۔ کہ یہ خدا کے فرستادے جو دُنیا کو بدی کی ظلمت سے نکالکر نیکی کی روشنی کی طرف لاتے رہے ہیں۔ مختلف مدارج اور مختلف مقامات پر فائز تھے۔ اور ان سب کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے سیّد ولد آدم قرار دیا۔ اور کافۃً للناس مبعوث فرمایا۔ اور جن پر اس نے تمام علوم کاملہ ظاہر کئے۔ اور جن کی اس نے ایسا رُعب و شوکت سے مدد کی۔ کہ بڑے بڑے جابر بادشاہ ان کے نام کو سُنکر تھرا اُٹھتے تھے۔ اور جن کے لئے اس نے تمام زمین کو مسجد بنا دیا۔ حتیٰ کہ چپہ چپہ زمین پر ان کی اُمت نے خدائے وحدہٗ لاشریک کے لئے سجدہ کیا۔ اور زمین عدل و انصاف سے بھر گئی۔ بعد اسکے کہ وُہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر پہلے انبیاء بھی اس نبی کامل کے وقت میں ہوتے۔ تو انہیں اسکی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تو فرماتا ہے۔ واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (آل عمران ع ۹) اور جیسا کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی۔ اگر موسیٰ اور عیسےٰ زندہ ہوتے۔ تو انہیں بھی میری اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

۷۔ ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور ان کی مشکلات کو ٹالتا ہے۔ وُہ ایک زندہ خُدا ہے۔ جس کی زندگی کو انسان ہر زمانہ میں اور ہر وقت محسوس کرتا ہے۔ اس کی مثال اس بیرڑھی کی نہیں جیسے کنوآں بنانے والا بناتا ہے۔ اور جب وُہ مکمل ہو جاتا ہے۔ تو اُسے توڑ ڈالتی ہے کہ اب وُہ کسی مصرف کی نہیں رہی۔ بلکہ کام میں حارج ہو گئی۔ بلکہ اس کی مثال اس نور کی ہے۔ کہ جس کے بغیر سب کچھ اندھیرا ہے۔ اور اس رُوح کی ہے۔ جس کے نہ ہونے سے چاروں طرف موت ہی موت ہے۔ اس کے وجود کو بندوں سے جدا کر دو۔ تو وُہ ایک جسم بے جان رہ جاتے ہیں۔ یہ نہیں ہے۔ کہ اس نے کبھی دُنیا کو پیدا کیا۔ اور اب خاموش ہو کر بیٹھ گیا ہے۔ بلکہ وُہ ہر وقت اپنے بندوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ان کے عجز اور انکسار پر توجہ کرتا ہے۔ اور اگر وُہ اسے بھول جائیں۔ تو وُہ خود اپنا وجود انہیں یاد دلاتا ہے۔ اور اپنے خاص پیغام رسانوں کے ذریعہ ان کو بتاتا ہے کہ انی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلہم یرشدون۔ میں قریب ہوں۔ ہر ایک پکارنے والے کی آواز کو جب مجھے پکارتا ہے سنتا ہوں پس چاہیئے کہ وُہ میری باتوں کو مانیں۔ اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ ہدایت پائیں۔

۸۔ ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنی خاص الخاص تقدیر کو دُنیا میں جاری کرتا رہتا ہے۔ صرف یہی قانون قدرت اس کی طرف سے جاری نہیں۔ جو طبعی قانون کہلاتا ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ اس کی ایک خاص تقدیر بھی جاری ہے جس کے ذریعہ سے وُہ اپنی قوت اور شوکت کا اظہار کرتا ہے۔ اور اپنی قدرت کا پتہ دیتا ہے۔ یہ وہی قدرت ہے۔ جس کا بعض نادان اپنی کم علمی کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ اور سوائے طبعی قانون کے اور کسی قانون کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور اسے قانون قدرت کہتے ہیں۔ حالانکہ وُہ طبعی قانون تو کہلا سکتا ہے مگر قانون قدرت نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس کے سوا اس کے اور بھی قانون ہیں۔ جن کے ذریعہ سے وُہ اپنے پیاروں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کے دشمنوں کو تباہ کرتا ہے۔ بھلا اگر ایسے کوئی قانون موجود نہ ہوتے۔ تو کس طرح ممکن تھا۔ کہ ضعیف و کمزور موسےٰ فرعون جیسے جابر بادشاہ پر غالب آجاتا۔ یہ اپنے ضعف کے باوجود عروج پا جاتا۔ اور وُہ اپنی طاقت کے باوجود برباد ہو جاتا۔ پھر اگر کوئی اور قانون نہیں۔ تو کس طرح ہو سکتا تھا کہ سارا عرب مل کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تباہی کے درپے ہوتا۔ مگر اللہ تعالےٰ آپ کو ہر میدان میں غالب کرتا۔ اور ہر حملۂ دشمن سے محفوظ رکھتا۔ اور آخر دس ہزار قدوسیوں سمیت اس سر زمین پر آپ چڑھ آتے جس سے آپ صرف ایک جانثار کی معیت میں آپ کو نکلنا پڑا تھا۔ کیا قانون طبعی ایسے واقعات پیدا کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ وُہ قانون تو ہمیں یہی بتاتا ہے۔ کہ ہر ادنےٰ طاقت اعلےٰ طاقت کے مقابل پر توڑ دی جاتی ہے۔ اور ہر کمزور طاقتور کے ہاتھوں سے ہلاک ہوتا ہے۔

۹۔ ہم اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ کہ مرنے کے بعد انسان پھر اُٹھایا جائے گا۔ اور اس کے اعمال کا اس سے حساب لیا جائے گا۔ جو اچھے اعمال کرنے والا ہوگا۔ اس سے نیک سلوک کیا جائے گا۔ اور جو اللہ تعالےٰ کے احکام کا توڑنے والا ہوگا۔ اسے سخت سزا دی جائے گی۔ اور کوئی تدبیر نہیں۔ جو انسان کو اس بعثت سے بچا سکے۔ خواہ اس کی ہڈیاں تک جلا دی جائیں۔ خواہ اس کے جسم کو ہوا کے پرندے یا جنگل کے درندے کھا جائیں۔ خواہ زمین کے کیڑے اس کے ذرہ ذرہ کو جُدا کر دیں اور پھر ان کو دوسری شکلوں میں تبدیل کر دیں۔ وُہ پھر بھی اٹھایا جائے گا۔ اور اپنے پیدا کرنیوالے کے سامنے حساب دیگا۔ کیونکہ اس کی قدرت کاملہ اس امر کی محتاج نہیں۔ کہ اس کا پہلا جسم ہی موجود ہو۔ تب ہی وُہ اسکو پیدا کر سکتا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ وُہ اس کے باریک سے باریک ذرہ یا لطیف حصۂ روح سے بھی پھر اس کو پیدا کر سکتا ہے۔ اور ہو گا بھی اسی طرح

یہ جسم خاک ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کے باریک ذرات فنا نہیں ہوتے۔ اور نہ وُہ روح۔ جو جسم انسانی میں رہتی ہے۔ خدا کے اذن کے بغیر فنا ہو سکتی ہے۔ ۱۰۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے منکر اور اس کے دین کے مخالف اگر وُہ ان کو اپنی رحمت کاملہ سے بخش نہ دے۔ ایسے مقام پر رکھے جائیں گے۔ جسے جہنم کہتے ہیں۔ اور جس میں آگ اور شدید سردی کا عذاب ہوگا۔ جس کی غرض محض تکلیف دینا نہ ہوگی۔ بلکہ اس میں۔ ان لوگوں کی آئندہ اصلاح مد نظر ہوگی۔ اس جگہ سوائے رونے اور چیخنے اور دانت پیسنے کے ان کے لئے کچھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ر اکتوبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر اپنی صداقت پر

"مَیں خُدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں"

یوم التبلیغ کی تقریب کی نسبت سے ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک مختصر مگر مطالب کے لحاظ سے نہایت جامع تقریر درج کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

فطرتی سعادت

قرآن شریف سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب تک انسان کی فطرت میں سعادت اور ایک مناسبت نہ ہو۔ ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل اگرچہ کھلے کھلے نشان لے کر آتے ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ ان نشانوں میں ابتلا اور خفا کے پہلو بھی ضرور ہوتے ہیں۔ سعید جو باریک بین اور دُور بین نگاہ رکھتے ہیں۔ اپنی سعادت اور مناسبت فطرت سے ان امور کو جو دوسروں کی نگاہ میں مخفی ہوتے ہیں۔ دیکھ لیتے ہیں۔ اور ایمان لے آتے ہیں۔ لیکن جو سطحی خیال کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جن کی فطرت کو سعادت اور رشد سے کوئی مناسبت اور حصہ نہیں ہوتا۔ وہ انکار کرتے ہیں۔ اور تکذیب پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ جس کا بُرا نتیجہ ان کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

مکّہ کی مثال

دیکھو مکّہ معظمہ میں جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوُا۔ تو ابوجہل بھی مکّہ ہی میں تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکّہ ہی کے تھے۔ لیکن ابوبکرؓ کی فطرت کو سچائی کے قبول کرنے کے ساتھ کچھ ایسی مناسبت تھی۔ کہ ابھی آپ شہر میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے۔ راستہ ہی میں جب ایک شخص سے پوچھا۔ کہ کوئی نئی خبر سُناؤ۔ اور اُس نے کہا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ تو اسی جگہ ایمان لے آئے۔ اور کوئی معجزہ اور نشان نہیں مانگا۔ اگرچہ بعد میں بے انتہا معجزات آپ نے دیکھے۔ اور خود ایک آیت ٹھیرے۔ لیکن ابوجہل نے باوجودیکہ ہزاروں ہزار نشان دیکھے۔ لاکن وہ مخالفت اور انکار سے باز نہ آیا۔ اور تکذیب ہی کرتا رہا۔ اس میں کیا بھید تھا۔ پیدائش دونوں کی ایک ہی جگہ کی تھی۔ ایک صدیق ٹھیرتا ہے۔ اور دُوسرا جو ابوالحکم کہلاتا تھا۔ وہ ابوجہل بنتا ہے۔ اس میں یہی راز تھا۔ کہ اس کی فطرت کو سچائی کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔ غرض ایمانی امور مناسبت پر ہی منحصر ہیں۔ جب مناسبت ہوتی ہے تو وہ خود معلم بن جاتی ہے۔ اور امور حقہ کی تعلیم دیتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اہلِ مناسبت کا وجود بھی ایک نشان ہوتا ہے۔

سعادتمندی کی علامت

میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں۔ اور مَیں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا۔ اور مشاہدہ کرتا ہوں۔ مگر افسوس ہے اس دُنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں۔ کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتے۔ کہ وہ وقت ضرور آئے گا۔ کہ خدا تعالیٰ اُن کی آنکھ کھول دے گا۔ اور میری سچائی روزِ روشن کی طرح دُنیا پر کھل جائے گی۔ لیکن وہ وقت وہ ہوگا۔ کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ اور پھر کوئی ایمان سُودمند نہ ہو سکے گا۔ میرے پاس وُہی آتا ہے۔ جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہلِ حق کی عظمت ہوتی ہے۔ جس کی فطرت سلیم ہے۔ وہ دُور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے۔ اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے۔ میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں۔ جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے۔ لیکن جس کی فطرت میں سلامتی روی نہیں۔ اور جو مُردہ طبیعت کے ہیں۔ اُن کو میری باتیں سرد وہ نہیں معلوم ہوتی ہیں۔ وہ ابتلا میں پڑتے ہیں۔ اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں۔ اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اٹھائیں گے۔ کیا مجھ سے پہلے آنے والے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اٹھایا ہے۔ اگر وہ نامراد اور خاسر رہ کر اس دُنیا سے اٹھے ہیں۔ تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جائے کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا۔ مبارک وُہی ہیں۔ جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں۔ اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں۔ جو حُسن ظنی سے کام لیتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کا ایمان اُن کو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ برومند کرتا ہے۔

صادق کی شناخت

میں کہتا ہوں۔ کہ صادق کی شناخت کے لئے بہت مشکلات نہیں ہیں۔ ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور خدا کا خوف مدنظر رکھ کر صادق کو پرکھے۔ تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے۔ لیکن جو تکبر کرتا ہے۔ اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے۔ اس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی ہے۔ یہ زمانہ کیسا مبارک زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پُر آشوب دنوں میں محض اپنے فضل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے یہ مبارک ارادہ فرمایا۔ کہ غیب سے اسلام کی نصرت کا انتظام فرمایا۔ اور ایک سلسلہ کو قائم کیا۔ میں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ جو اپنے دل میں اسلام کے لئے ایک درد رکھتے ہیں۔ اور اس کی عزت اور وقعت ان کے دلوں میں ہے وہ بتائیں۔ کہ کیا کوئی زمانہ اس زمانہ سے بڑھ کر اسلام پر گزرا ہے۔ جس میں اس قدر سب وشتم اور توہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گئی ہو۔ اور قرآن شریف کی ہتک ہوئی ہو؟ پھر مجھے مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس اور دلی رنج ہوتا ہے۔ اور بعض وقت میں اس درد سے بے قرار ہو جاتا ہوں۔ کہ ان میں اتنی حس بھی باقی نہ رہی مگر اس بے عزتی کو محسوس کر لیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ بھی عزت اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی۔ جو اس قدر سب وشتم پر بھی وہ کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا۔ اور اُن مخالفینِ اسلام کے منہ بند کر کے آپ کی عظمت اور پاکیزگی کو دُنیا میں پھیلاتا۔ جبکہ خود اللہ تعالےٰ اور اس کے ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود بھیجتے ہیں۔ تو اس توہین کے وقت اس صلوٰۃ کا اظہار کس قدر ضروری ہے۔

سلسلہ احمدیہ کے ظہُور کی غرض

اور اس کا ظہوُر اللہ تعالےٰ نے اس سلسلہ کی صُورت میں کیا ہے۔ مجھے بھیجا گیا ہے۔ تاکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کر دوں۔ اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دُنیا کو دکھا دوں اور یہ سب کام ہو رہا ہے۔ لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے۔ وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ حالانکہ اب یہ سلسلہ سُورج کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ اور اس کی آیات اور نشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں۔ کہ اگر ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ تو ان کی تعداد اس قدر ہو۔ کہ رُوئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔

سلسلہ احمدیہ کی صداقت

اس قدر ضرور تیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں۔ کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔ کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ میں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں۔ میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میری طبیعت اور فطرت میں ہی یہ بات نہیں۔ کہ میں اپنے لئے کسی تعریف کا خواہشمند پاؤں۔ اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں۔ میں ہمیشہ انکساری اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا رہا۔ لیکن یہ میرے اختیار اور طاقت سے باہر تھا۔ کہ خدا تعالےٰ نے خود مجھے باہر نکالا اور جس قدر میری تعریف اور بزرگی کا اظہار اس نے اپنے پاک کلام میں جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے۔ کیا۔ یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ہے۔ احمق اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ مگر سلیم الفطرت اور باریک نگاہ سے دیکھنے والا دانشمند خوب سوچ سکتا ہے۔ کہ اس وقت واقعی ضروری تھا۔ کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس قدر ہتک کی گئی ہے۔ اور عیسائی مذہب کے واعظوں اور منادوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ اس سید الکونین کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔ اور ایک عاجز مریم کے بچے کو خدائی کرسی پر جا بٹھایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی غیرت نے آپ کا جلال ظاہر کرنے کے لئے یہ مقدر کیا تھا۔ کہ آپ کے ایک ادنےٰ غلام کو مسیح ابن مریم بنا کے دکھا دیا۔ جب آپ کی امت کا ایک فرد اتنے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے۔ تو اس سے آپ کی شان کا پتہ لگ سکتا ہے۔ پس یہاں خدا تعالےٰ نے جس قدر عظمت اس سلسلہ کی دکھائی ہے۔ اور جو کچھ تعریف کی ہے۔ یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عظمت اور جلال کے لئے ہے۔ مگر احمق ان باتوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ؛

نشان پر نشان

اس وقت صدی میں سے بیس سال گزرنے کو ہیں (یہ تقریر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۳ء کے ماہ جنوری میں فرمائی تھی) اور آخری زمانہ ہے۔ جو دھویں صدی ہے۔ کہ جس کی بابت تمام اہل کشف نے کہا۔ کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئے گا۔ وہ تمام علامات اور نشانات جو مسیح موعود کی آمد کے متعلق پہلے سے بتائے گئے تھے۔ ظاہر ہو گئے۔ آسمان نے کسوف وخسوف سے۔ اور زمین نے طاعون سے شہادت دی ہے۔ اور بہت سے سعادتمند دلوں نے ان نشانات کو دیکھ کر مجھے قبول کیا۔ اور پھر اور بھی بہت سے نشانات ان کی ایمانی قوت کو بڑھانے کے واسطے خدا تعالےٰ نے ظاہر کئے۔ اور اس طرح پر یہ جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اگر کوئی ایک بات ہوتی تو شک کرنے کا مقام ہو سکتا تھا۔ مگر یہاں تو خدا تعالےٰ نے ان کو نشان پر نشان دکھائے اور ہر طرح سے اطمینان اور تسلی کی راہیں دکھا دیں۔ لیکن بہت ہی کم سمجھنے والے نکلے ؛

ضرورت مصلح

میں حیران ہوتا ہوں۔ کہ کیوں یہ لوگ جو میرا انکار کرتے ہیں۔ ان ضرورتوں پر نظر نہیں کرتے۔ جو اس وقت ایک مصلح کے وجود کی داعی ہیں۔ وہ دیکھیں۔ کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی کیا حالت ہے ؟ کیا کسی پہلو سے بھی کوئی قابل اطمینان صورت دکھائی دیتی ہے۔ شان و شوکت کی حالت تو سلطنت کی صورت میں نظر آسکتی ہے مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت اس وقت روم کی سلطنت ہے۔ لیکن اس کی حالت کو دیکھ لو۔ وہ بتیس دانتوں میں زبان ہو رہی ہے۔ اور آئے دن کسی نہ کسی خرخشہ اور مخمصہ میں مبتلا رہتی ہے۔ علمی حالت کے لحاظ سے سب رو رہے ہیں۔ کہ مسلمان پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور نت نئی مجلسیں اور کمیٹیاں قائم ہوتی ہیں۔ کہ مسلمانوں کی علمی حالت کی اصلاح کی جائے۔ دُنیوی لحاظ سے تو یہ حالت اور دینی پہلو کے لحاظ سے تو بہت ہی گری ہوئی حالت ہے۔ کوئی بدعت اور فعل شنیع نہیں ہے جس کے مرتکب مسلمان نہ پائے جاتے ہوں۔ اعمال صالح کی بجائے چند رسوم باقی رہ گئی ہیں۔ جیلخانوں کو جا کر دیکھو۔ تو زیادہ مجرم مسلمان دکھائی دیں گے۔ کس کس بات کا ذکر کیا جائے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت بہت ہی گری ہوئی ہے۔ اور ان پر آفات پر آفات نازل ہو رہی ہیں۔ مگر کیا مسلمان ابھی چاہتے ہیں۔ کہ وہ اور پیسے جائیں۔ اس سے بڑھ کر ان کی ذلیل حالت کیا ہوگی۔ کہ وہ پاک دین جیسی بے نظیر دولت ان کے پاس تھی۔ اور ایمان جیسی نعمت وہ کھو بیٹھے ہیں۔ اور مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والے عیسائی ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے۔ اور اسلام کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ اور یا اگر کھلے طور پر عیسائی نہیں ہوئے۔ تو عیسائیوں کے علوم فلسفہ وطبعی سے متاثر ہو کر مذہب کو ایک بے ضرورت اور بے فائدہ شے سمجھنے لگ گئے ہیں۔ یہ آفتیں ہیں۔ جو اسلام پر آرہی ہیں۔ اور میں نہایت درد اور افسوس سے سنتا ہوں۔ کہ اس پر بھی کہا جاتا ہے۔ کہ کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ زمانہ خود پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ اس وقت ضرورت ہے۔ کہ کوئی شخص آئے۔ اور وہ اصلاح کرے ؛

موجودہ زمانہ کا مصلح

میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ خدا تعالےٰ اس وقت کیوں خاموش رہتا جبکہ اس نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون۔ خود فرمایا ہے۔ اسلام پر ایسا خطرناک صدمہ پہونچا ہے۔ کہ ایک ہزار سال قبل تک اس کا نمونہ اور نظیر موجود نہیں ہے۔ یہ شیطان کا آخری حملہ ہے۔ اور وہ اس وقت ساری طاقت اور زور کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے۔ تا میں ہمیشہ کے لئے اس کا سر کچل دوں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں کچھ حاجت نہیں ہے۔ ہم نماز روزہ کرتے ہیں۔ وہ جاہل ہیں۔ انہیں معلوم نہیں ہے۔ کہ یہ سب اعمال ان کے مردہ ہیں۔ ان میں روح اور جان نہیں۔ اور وہ آ نہیں سکتی۔ جب تک وہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ پیوند نہ کریں۔ اور اس سے وہ سیراب کرنے والا پانی حاصل نہ کریں۔ تقوےٰ اس وقت کہاں ہے ؟ رسم و عادت کے طور پر مومن کہلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ جب تک کہ خدا کو دیکھا نہ جائے۔ اور خدا کو دیکھنے کے لئے اور کوئی راہ نہیں ہے ؛

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ

وہ لوگ جنہیں بدقسمتی سے نہ صرف خود حضرت مرزا صاحب کو قبول کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ دوسروں کو بھی محروم رکھنے کی دن رات کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ازراہ افترا حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے متعلق کئی قسم کی غلط بیانیاں کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ عوام کو دھوکہ میں ڈالے رکھیں۔ ذیل میں ہم مختصر الفاظ میں آپ کا دعوےٰ پیش کرتے ہیں۔ اور اس کے متعلق حق پسند اصحاب سے غور کرنے کی درخواست کرتے ہیں ؛

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوےٰ تھا۔ کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے خلق اللہ کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور یہ کہ آپ وہی مسیح ہیں۔ جن کا ذکر احادیث میں آتا ہے۔ اور وہی مہدی ہیں۔ جن کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ دیا گیا ہے۔ اور آپ ان تمام پیشگوئیوں کے پورا کرنے والے ہیں۔ جو مختلف مذاہب کی کتب میں ایک مصلح کی نسبت جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ مذکور ہیں۔ اور یہ کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے اسلام کی نصرت اور تائید کے لئے بھیجا ہے۔ اور قرآن کریم کا فہم آپ کو عنایت کیا ہے۔ اور اس کے معارف اور حقائق آپ پر کھولے ہیں۔ اور تقوےٰ کی باریک راہوں پر آپ کو آگاہ کیا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور عظمت کے اظہار کا کام آپ کے سپرد کیا ہے۔ اور اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کرنے کی خدمت آپ کو سونپی ہے۔ اور آپ کو اس لئے دنیا میں بھیجا ہے۔ تا دنیا کو بتلائے کہ وہ اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔ اور لوگوں کا ان سے دور رہنا اور غافل رہنا اسے پسند نہیں ؛

اسی طرح آپ کا یہ دعوےٰ تھا۔ کہ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ کا منشا تھا۔ کہ سب دنیا کو آپ کے ہاتھ پر جمع کرے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے تمام ادیان کے گزشتہ بزرگوں کی زبان سے آخری زمانہ میں اسی مذہب کے ایک گزشتہ نبی کی دوبارہ بعثت کی پیشگوئی کرا دی تھی۔ تاکہ قومی منافرت خاتم النبیین علیہ السلام پر ایمان لانے میں روک نہ ہو۔ ان پیشگوئیوں میں درحقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک امتی مامور کی خبر دی گئی تھی۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق ہو کر تمام ادیان آپ کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ چنانچہ یہ سب پیشگوئیاں آپ کے وجود سے پوری ہو گئیں۔ اور آپ مسیحیوں اور یہودیوں کے لئے مسیح۔ زردشتیوں کے لئے مسیودربہمی

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

15

ختم النبوۃ از روئے احادیث کی تحقیق

مرقع قادیانی کے اعتراضات کے جواب

فرسودہ اعتراضات

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے احمدیت کی خواہ مخواہ مخالفت کرنا اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔ اور چونکہ انہیں کوئی ایسی بات ملنی مشکل ہے۔ جو احمدیت پر کسی معقول رنگ میں اعتراض کی حیثیت رکھتی ہو۔ اس لئے ان پرانے اور فرسودہ اعتراضات کو جن کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے۔ از سر نو دہراتے رہتے ہیں۔ اسی غرض کے لئے انہوں نے کچھ عرصہ سے ایک ماہواری رسالہ "مرقع قادیانی" جاری کر رکھا ہے۔ اس رسالے کے ستمبر کے پرچہ میں "ختم النبوت از روئے احادیث" کے عنوان سے بعض احادیث جمع کی گئی ہیں۔ جن سے مقصود یہ ہے۔ کہ گویا احادیث سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کی بندش ثابت ہے۔ اگرچہ ان احادیث کی حقیقت کئی بار واضح کی جا چکی ہے۔ تاہم اتمام حجت کے لئے پھر مرقع کے پیشکردہ اعتراضات کا جواب بقدر گنجائش دیا جاتا ہے ؛

پہلی حدیث

پہلی حدیث جو اس ضمن میں پیش کی گئی ہے۔ یہ ہے مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنة فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایة فانا اللبنة وانا خاتم النبیین اس کا ترجمہ بالفاظ مرقع یہ ہے "رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔ میرے آنے سے قصر نبوت مکمل ہوا۔ اور مجھ پر تمام رسول ختم کر دیئے گئے"

حدیث مذکور اور حیات مسیح

مضمون نگار مرقع اس حدیث سے جو استنباط کرنا چاہتا ہے اس کے متعلق تو ہم بعد میں عرض کریں گے۔ فی الحال یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ اس حدیث کی موجودگی میں کوئی شخص جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھنے کا مدعی ہو۔ اور اس حدیث کو صحیح ماننے کا دعویٰ رکھتا ہو۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آپ کی دوبارہ آمد کا قائل کیسے ہو سکتا ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کی اینٹ ہیں۔ جو لازماً اپنی جگہ پر لگ چکی۔ کیونکہ اس جگہ کے ابھی تک خالی ہونے کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اینٹ اپنی ٹھیک جگہ پر لگ سکتی ہی نہیں۔ اور جب وہ لگ چکی۔ تو عیسےٰ علیہ السلام کو دوبارہ لانے کے لئے اس اینٹ کو اپنی جگہ سے اکھاڑنا پڑے گا ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

پھر ظاہر ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اینٹ کے نیچے کی اینٹ کو اس جگہ سے ہلایا جائے گا۔ تو اس سے جو جگہ خالی ہو گی۔ اوپر کی اینٹ کو اس جگہ آ جانا پڑے گا جس کے معنے بالفاظ دیگر یہ ہوئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنزل اختیار کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام پر آ جائیں گے۔ اور اس صورت میں آپ کی ختم نبوت کی شان قائم نہ رہے گی۔ پس حدیث کی موجودگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آپ کی دوبارہ آمد کا عقیدہ کسی صورت میں بھی قائم نہیں رہ سکتا ؛

آخری اینٹ کا مفہوم

رہا یہ کہ اس سے ختم نبوت ثابت ہے۔ سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کسی ایسے نبی کی آمد کے ہم بھی قائل نہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیریت رکھتا ہو۔ بلکہ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ آپ میں فنا ہو کر اور آپ کی متابعت میں اپنی ہستی کو کھو کر ہی کسی کو یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم اس قصر کی کوئی جداگانہ اینٹ یقین نہیں کرتے۔ بلکہ ہمارا ایمان یہ ہے۔ کہ قرآن پاک، احادیث صحابہ کرام ائمہ دین۔ مجددین امت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اینٹ میں ہی شامل ہے پس آپ کا آنا اس حدیث کے منافی کسی صورت میں نہیں ہو سکتا ؛

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وضاحت

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اس کی تشریح کرتے ہوئے فرما چکے ہیں ؛

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔ اور ممکن نہیں۔ کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنے فنافی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے۔ اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد و احمد ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی۔ گو بروزی طور پر۔ مگر نہ کسی اور کو"

پھر فرمایا ؛

"ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی ایسا نبی نہیں۔ جس پر جدید شریعت نازل ہو۔ یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد و احمد رکھا جائے۔ یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے۔ ومن ادعیٰ فقد کفر۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے۔ کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے۔ اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا۔ تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہو گا۔ جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص خاتم النبیین میں ایسا گم ہو۔ کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو۔ اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو۔ تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائیگا۔ کیونکہ وہ محمد ہے۔ گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا۔ پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔ مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا۔"

دوسری حدیث

دوسری حدیث جو مرقع نے پیش کی ہے، وہ یہ ہے۔ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی یعنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں تیس بڑے جھوٹے ہونگے ہر ایک ان میں کا ادعائے نبوت کرے گا۔ باوجودیکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ؛

نامہ نگار کا دجل

اس حدیث سے باب نبوت کا مسدود ہونا ثابت کرنا بھی نامہ نگار کا دجل ہے۔ ورنہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے دعوئی نبوت پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں لفظ سیکون ہے۔ جو مضارع ہے۔ جس کا حرف سین مستقبل قریب کے لئے خاص ہے اور عربی قاعدہ کے رو سے مستقبل بعید کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لفظ سیکون استعمال فرمانا بتاتا ہے۔ کہ یہ فتنہ آپ کے بعد مستقبل قریب میں ہی ہوگا۔ اور یہ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ تک کسی صورت میں بھی لمبا نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ بھی ثابت ہے۔ کہ آج سے بہت پہلے وہ تیس دجال گزر چکے ہیں جن کے متعلق پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھی۔ چنانچہ شارح عینی نے ان کی ایک فہرست بھی شائع کی ہے۔

مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی

پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ گو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیس دجالوں کی آمد کا ذکر فرمایا۔ لیکن ساتھ ہی دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنے کے لئے مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی بھی کی ہے پھر یہ امر کیونکر قرین دیانت ہو سکتا ہے۔ کہ مسیح موعود کو بھی ان دجالوں میں خواہ مخواہ شامل کر دیا جائے

رہا اس حدیث کے آخری جملے یعنی انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کا مفہوم سو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ الفاظ انہی تیس دجالوں کے متعلق آپ نے فرمائے ہیں۔ تا ان میں سے کسی کی نبوت کی صداقت کا وہم کسی کے دل میں نہ گزرے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک لا نبی بعدی کی نفی کے نیچے ہوگا۔ پس یہ جملے انہی دجالوں کی تردید میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ نہ یہ کہ مسیح موعود کے متعلق کیونکہ آنے والے مسیح موعود کو تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح مسلم کی ایک ہی حدیث میں چار بار نبی اللہ فرمایا ہے

تیسری حدیث

تیسری حدیث یہ پیش کی گئی ہے۔ عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ صلعم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی "آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو۔ جیسے ہارون موسیٰ کے ساتھ۔ مگر وہ نبی تھے۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا"

حدیث کا موقع و محل

اس حدیث میں عام طور پر نبوت کی نفی نہیں کی گئی بلکہ صرف حضرت علیؓ کے نبی نہ ہونے کا اظہار فرمایا گیا ہے۔ جنگ تبوک کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؓ کو مدینہ کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑ گئے۔ بعض مخالفوں اور منافقوں نے حضرت علیؓ پر تعریضات شروع کر دیں۔ اور وہ چونکہ غیرت کی وجہ سے انہیں برداشت نہ کر سکے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ لوگ مجھے ایسا ایسا کہتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو۔ کہ میرا تمہیں پیچھے چھوڑنا ایسا ہی ہے۔ جیسے موسیٰ کا ہارون کو چھوڑ جانا۔ اور اس لحاظ سے تمہارا تعلق مجھ سے وہی ہے۔ جو ہارون کا موسیٰ سے تھا۔ ہاں ایک بات ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت ہارون نبی تھے۔ لیکن تم میرے بعد نبی نہیں ہو۔ ہاں قائم مقامی کے لحاظ سے تمہارا منصب وہی ہے۔

لا نبی بعدی کا مفہوم

پس لا نبی بعدی کا جملہ محل کلام کی رعایت سے ثابت کرتا ہے کہ یہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدم موجودگی کے لئے ہے نہ کہ مستقل طور سے۔ جیسا کہ بعض نادان خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ لا نفی جنس دونوں معنوں میں آتا ہے لا نفی جنس ذات موصوف کے معنوں میں جیسے لا الٰہ الا اللہ۔ اور لا نفی جنس موصوف کے معنوں میں مثلاً لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار لیکن اگر بفرض محال لا نبی بعدی کو نفی جنس کے معنوں میں بھی لیا جائے۔ تو بھی نفی ذات لازم نہیں آتی۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ کہکر اسے اس مزعومہ سے علیحدہ کر دیا ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ کہ اس جگہ نفی جنس ذات مراد نہیں۔ جیسا کہ لا فتیٰ الا علی کی مثال سے واضح کیا گیا ہے کہ لا کا نفی جنس ذات کے لئے آنا ہی ضروری نہیں۔

ایک اور حدیث سے تائید

ایک اور حدیث بھی ان معنوں کی تائید میں پیش کی جاتی ہے۔ جو یہ ہے۔ اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ موجودہ کسریٰ و قیصر کی ہلاکت کے بعد کوئی قیصر یا کسریٰ نہ ہوگا۔ لیکن ان کے بعد کسریٰ و قیصر ہوئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کی مراد یہ تھی۔ کہ اس شان و شوکت کے کسریٰ و قیصر ان کے بعد نہ ہوں گے۔ اور یہ بالکل درست ثابت ہوا۔ پس ان معنوں کے رو سے اس حدیث کے بھی یہ معنے ہوئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپکی شان اور مقام کا کوئی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ جو بھی ہوگا۔ وہ آپ کا امتی۔ متبع اور نبی یا فتہ ہوگا۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

چوتھی حدیث

ایک حدیث یہ پیش کی گئی ہے۔ قال رسول اللہ صلعم فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد (مسلم جلد اول) یعنی میں آخری نبی ہوں اور یہ مسجد آخری مسجد ہے۔ لیکن یہ حدیث بھی ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں۔ اور نہ ہی اس سے نبوت کا دروازہ بند کرنے کی تائید ہو سکتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کو آخر الانبیاء قرار دیا۔ اور اس کی مثال میں آخر المساجد فرما کر صاف طور پر اس کی تشریح کر دی ہے۔ تا کسی کو دھوکا نہ لگ سکے۔

سوچنا چاہیئے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کن معنوں میں قرار دیا ہے۔ اگر اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ یہ نفی جنس ہے یعنی آپ کی مسجد کے بعد صفحۂ عالم پر کوئی بھی مسجد نہ بن سکیگی۔ تو یہ معنے واقعات کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آئے دن مختلف دیار و امصار میں مساجد تعمیر ہوتی رہتی ہیں۔ اور ہوتی رہیں گی۔ پس لازماً اس کے معنی یہی ماننے پڑیں گے۔ کہ آپ چونکہ صاحب شریعت نبی ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کی مسجد آخری مسجد ہے۔ یعنی آپ کے بعد کوئی ایسی مسجد نہیں بن سکتی۔ جو آپ کی مسجد کی ناسخ ہو۔ ہاں جو مسجدیں آپ کے مقاصد کی تکمیل اور آپ کے ارشادات کی پیروی کے لئے بنائی جائینگی۔ وہ آپ کی مسجد کے آخری ہونیکی صفت کے ہرگز منافی نہیں ہونگی۔ یہی معنی فقرہ اول یعنی آخر الانبیاء کے سمجھنے چاہئیں۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آ سکتا۔ جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر کے کسی نئی شریعت کی بنیاد رکھنے والا ہو۔ ہاں ایسے نبی جو آپ کے مقاصد کی تکمیل اور آپ کی پیروی و غلامی میں ہوں۔ ان کا آنا آپ کی صفت آخر الانبیاء کے منافی نہیں

آخر المساجد کے جملہ کی حکمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انا آخر الانبیاء کیساتھ آخر المساجد کی تشبیہ اسی واسطے دی تھی۔ کہ اس کے غلط معنے نہ لئے جائیں۔ ورنہ بظاہر آخر الانبیاء کے ساتھ آخر المساجد کا کوئی جوڑ یا تعلق نظر نہیں آتا۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ آج محض خدا کے فرستادہ کی مخالفت میں اندھے ہو کر دشمن اور مخالف آخر الانبیاء سے باب نبوت کا مسدود ہونا ثابت کرنے کے لئے تو ہر موقعہ پر اسے پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ کے جملہ پر جو در اصل اس کا شارح اور مفسر ہے ان کی نظر نہیں پڑتی۔ اور کوئی نہیں سوچتا۔ کہ آخر اس جملہ کو آخر الانبیاء کے ساتھ رکھ دینے کی ضرورت کیا تھی۔ جو لوگ اس کی حقیقت پر غور نہیں کرتے۔ وہ گویا علانیہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا اس جملہ کو ساتھ رکھدینا عبث تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا گمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مقام اور بلند منصب کے سراسر منافی و مغائر ہے۔

ان کے علاوہ بعض اور احادیث بھی پیش کی گئی ہیں جن کی تشریح

راستبازوں کی پہچان کے نشانات

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے قلم سے

چند بڑے بڑے نشان

اول یہ کہ پہلے مدعی کی قبل از بعثت زندگی لوگوں کے نزدیک ازکیٰ اطہر یا یوں کہو۔ کہ بے عیب زندگی ہوتی ہے۔ تاکہ بعثت کے بعد ان کے لئے وہ حجت ٹھہرے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون اور صحیح حدیث میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش وغیرہ کو بلا کر دریافت کیا تھا۔ کہ اگر میں کہوں۔ کہ دشمن تمہاری گھات میں ہے۔ اور تم پر شبخون کریگا۔ تو کیا تم تسلیم کروگے۔ سب نے بالاتفاق کہا۔ کہ ماجربنا علیک الکذب دوم یہ کہ اس پر خدا کی وحی نازل ہو۔ اللہ کریم نے فرمایا ہے۔ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی الذین من قبلک اور پھر فرمایا۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ سوم یہ کہ بعض غیبوں پر اس کو اطلاع دی جائے۔ تاکہ ثابت ہو جائے۔ کہ بے شک یہ عالم الغیب سے راز کہتا ہے۔ اللہ علیم نے فرمایا ہے۔ لا یظہر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول لیکن سب غیبوں کا جاننا اللہ تعالیٰ سے خاص ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ارشاد ہوتا ہے۔ قل لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء چہارم یہ کہ نصرت الٰہی اور تائید الٰہی اس کے اور اس کے اتباع کے شامل حال رہے۔ تاکہ ثابت ہو جائے۔ کہ بے شک اللہ قدیر اس کی مدد پر ہے۔ خداوند کریم نے فرمایا ہے۔ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا وغیرہ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت اور تائید کی۔ پھر ابوبکر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی کی۔ پنجم یہ کہ اس نصرت کی پیشگوئی قبل از وقت بلکہ ضعف کی حالت میں کی جاتی ہے۔ تاکہ اللہ کا علم اور فضل اس کی صداقت کے دو شاہد ہوں۔ وکفی باللہ شہیدًا جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پہلے سے فرمایا تھا۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور سیھزم الجمع ویولون الدبر اولم یروا انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون ششم یہ کہ اس کے مکذبین پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا کذبوا الرسل فحق عقاب ہفتم یہ کہ وہ ضرورت حقہ کے وقت مبعوث ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی ضرورت کا نقشہ قرآن مجید نے ظہر الفساد فی البر والبحر کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ہشتم یہ کہ اس وقت کے مطابق ان کو آیات دیئے جائیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے لئے تسع آیات بینات فرمایا۔ نہم یہ کہ ان کو فرقان دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم کے واسطے آیا ہے۔ یوم الفرقان دہم یہ کہ جس غرض کے لئے وہ مبعوث ہوتے ہیں۔ خداوند کریم اس کے لئے پہلے سے ایک ہوا چلا دیتا ہے۔ جیسا کہ ھو الذی یرسل الریاح بشرًا بین یدی رحمتہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یازدہم یہ کہ اس میں اللہ علیم وحکیم قدیر اپنے خاص فضل سے قوت تطہیر اور قوت تزکیہ رکھ دیتا ہے۔ تا اس کے متبعین اوروں سے مطہر اور مزکی ہو جائیں۔ جیسا کہ فرمایا ہے یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم اور فرمایا خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا دوازدہم اس کو علم کتاب اللہ سب سے زیادہ دیا جاتا ہے۔ فرمایا ہے۔ ویعلمہم الکتاب اور فرمایا لا یمسہ الا المطہرون سیزدہم یہ کہ وہ پہلے انبیاء کی طرح ہوتا ہے۔ فرمایا ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا چہاردہم۔ وہ جس سے مباہلہ کرے۔ یا تو فریق ثانی ڈر جاتا ہے۔ یا تباہ ہو جاتا ہے۔ یا ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ اور اس کو عزت اور ترقی نصیب ہوتی ہے۔ فرمایا قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم ثم نبتہل الآیہ پانزدہم یہ کہ خداوند باوجود اس کے ضعف اور کثرت اور قوت مخالفین کے اس کی عصمت کی پیشگوئی کر دیتا ہے۔ اور پھر ثابت کر دکھاتا ہے۔ کہ وہ لوگوں کی تباہ کن تدابیر اور حملوں سے معصوم اور محفوظ رہتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا واللہ یعصمک من الناس۔

صداقت مسیح موعود

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ لیکن میں اس پر اکتفا کرکے آپ کو یہ بتاتا ہوں۔ کہ یہ سب صفات ہمارے آقا اور مطاع حضرت مہدی اور مسیح موعود میں موجود ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک

(۱) ثبوت یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک شہر کے چند لوگوں کو بلا کر حجت پوری فرمائی۔ مگر ان کے آخری خلیفہ مہدی نے اشتہار دیا۔ کہ اگر میرا کوئی چھوٹا سا گناہ بھی بعثت سے پہلے عمر کا بیان کرکے تو میں جھوٹا ہوں۔ پر اللہ کے فضل سے اب تک کسی نے نہیں ثابت کیا۔ (۲) ہمارے آقا اور مطاع پر اللہ کی تازہ وحی نازل ہوئی۔ اور ہزاروں لوگ ہزاروں دفعہ اس کی صداقت کو مشاہدہ کر چکے ہیں۔ لیکن

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(۳) ہمارے آقا اور مطاع کو بہت سے غیبوں پر قبل از وقت اطلاع دی۔ اور پھر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ مثلاً براہین احمدیہ میں اس وقت آپ نے لکھا ہے۔ جبکہ آپ بالکل عالم گمنامی میں تھے یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس یعنی دور دراز راستوں سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ اور تجھے بھی لائیں گے اور چونکہ لوگ بہت کثرت سے آئیں گے۔ اس واسطے ان سے منہ نہ پھیرنا۔ اور نہ تھکنا۔ پس کوئی قادیان آئے۔ اور مشاہدہ کرے۔ کہ کس کثرت سے لوگ دور دراز ملکوں سے آتے۔ اور تحفے لاتے اور بھیجتے ہیں۔ (۴) نصرت الٰہیہ کا پتہ اس طور پر لگ سکتا ہے۔ کہ ہمارے آقا ومطاع نے جب مہدی اور مسیح موعود ہونیکا دعویٰ شائع کیا۔ تو سوائے چند اشخاص کے جو کہ انگلیوں پر گنے جاتے تھے۔ اور کوئی بھی ساتھ نہ تھا اور ہندوستان وپنجاب وغیرہ کے سب طبقات الناس ان مولویوں نے پھر ان گدی نشینوں نے آپ کی سخت مخالفت شروع کی۔ اور اپنی سب تدابیر اور اسلحہ کو لے کر بڑے زور شور سے مقابلہ پر نکلے۔ ڈھیروں کے ڈھیر کتابیں اور رسالجات آپکی مخالفت پر شائع کر دیئے۔ ہمارا آقا ومطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہر ایک میدان میں مظفر اور منصور ہوا۔ اور باوجود ان روکوں کے اب حضور کی جماعت کئی لاکھ سے متجاوز ہے۔ (۵) ہمارے آقا ومطاع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ سے پہلے براہین احمدیہ میں خدا کی وحی شائع کی تھی۔ جو اس نصرت کی پیشگوئی تھی اور وہ یہ ہے۔ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا" اور فرمایا ینصرک رجال نوحی الیہم وغیرہا پس کیا آپ اسکی نظیر میں کوئی کاذب شخص پیش کر سکتے ہیں کہ جس نے گمنامی اور کس مپرسی کی حالت میں شائع کیا ہو۔ کہ اللہ علیم قدیر نے اپنی تازہ وحی مجھ پر نازل کی ہے۔ کہ میں تیری نصرت کروں گا۔ اور پھر اسی طرح اس کی نصرت کی ہے۔ مفتری اور تقول علی اللہ کرنے والے کو اللہ ناکام اور ہلاک کرتا ہے۔ جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔ وقد خاب من افتریٰ اور فرمایا ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین اور اگر یہ کہے۔ کہ ابھی پورا غلبہ نہیں ہوا تو اس کا جواب میں وہی دوں گا۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی وروحی) کی نصرت اور غلبہ پر اعتراض کرنے والوں کو خداوند علیم وحکیم نے دیا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ اولم یروا انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون یعنی جب اس ضعف اور بے کسی اور بے بسی کی حالت میں کفر کی زمین گھٹتی جاتی ہے۔ اور اسلام کی زمین بڑھتی جاتی ہے۔ تو کیا معترضین پھر بھی خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ غالب آجائیں گے۔

(۶) اس نمبر میں زیادہ نہیں لکھتا۔ عیاں را چہ بیاں ؛

(۷) اس نمبر میں آپ لیکچراروں کے ان لیکچروں پر ذرا غور کریں۔ کہ جنہیں انہوں نے اسلام اور اہل اسلام کی حالت زار اور اپنے علماء وسجادہ نشین ولیڈروں کی نازک حالت پر خون کے آنسوؤں سے رویا ہے۔ الغرض کہ اگر کوئی اہل اسلام کی اندرونی حالت پر بھی نظر کرے۔ اور بیرونی حملوں پر بھی غور کرے تو وہ یقین کر سکتا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی ضرورت حقہ ہو سکتی ہے۔ (۸) یہ نمبر البتہ وسیع ہے۔ کہ اگر سب آیات مسیح موعود علیہ السلام درج کروں۔ تو ایک ضخیم کتاب چاہیئے۔ اور حضرت اقدس اور ان کے خدام کی تصانیف میں بہت کچھ درج ہیں۔ البتہ یہاں پر خصوصیت کے ساتھ تین آیتیں درج کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(روحی فداہ) کو سوا نہ کسی نبی کو ملی تھی اور نہ کسی رسول کو۔ اور بقول آپ کے کسی نائب برحق کو دی گئی تھی۔ اور دوسری دو ایسی ہیں۔ کہ حضرت آدم سے لے کر قیامت تک سوا حضور مسیح موعود علیہ السلام کے کسی کو نہیں ملی ہیں اور نہ ملینگی۔ اول تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ علیم حکیم نے افصح العرب والعجم بنایا تھا اور پھر ایسا کلام ان کو دیا کہ جس نے علیٰ رؤس الاشہاد یہ کہہ کر وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا الآیہ مخالفین کی ناک کو خاک پر رگڑ دیا۔ اسی طرح اس نے اپنے نبی جیسے ایک گاؤں کے رہنے والے آنحضرت کے خلیفہ کو افصح العرب والعجم بنایا۔ اور بہت سی کتابوں میں تحدی کر کے عرب وعجم کو ان کی مثل بنانے پر بلایا۔ اور علیٰ رؤس الاشہاد یہ شائع کر کے مخالفین کی قیامت تک ناک کاٹ دی۔ آپ خدا کے لئے ذرا غور تو کریں۔ بھلا یہ کسی انسان کا کام ہے۔ اور باقی دو کی تفصیل یہ ہے کہ میرے جد امجد حضرت محمد باقر سے ایک حدیث مروی ہے جو کہ دار قطنی میں صدیوں سے صحیح چلی آتی ہے اور اسکی عبارت یہ ہے۔ ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔ اور اس کو خداوند کریم نے پرانی اور نئی دنیا دونوں میں پورا کر دکھایا۔ جو سب نے دیکھا اور سنا ہے۔ پس جس طرح کسی نے ثابت نہیں کیا۔ اور نہ کر سکتا ہے کہ پہلے زمانہ میں کبھی ایسا ہوا۔ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ آئندہ بھی کبھی نہ ہوگا۔

(۹) ہمارے آقا و مطاع کو قریباً ہر ایک قوم کے مقابل پر ایک بین فرقان دیا گیا ہے مثلاً دیکھو کہ مسئلہ وفات مسیح اور تائیدات میں ان کے زائد ہونے کی اثبات اور آتھم کی موت نے عیسائیوں کو دم بخود کیا۔ پھر دیکھو لیکھرام کی پیشگوئی کے سچا ہونے اور سب عرب وعجم کو دعا کے مقابلہ میں اور معارف قرآن مجید بیان کرنے میں اور عربی کتابوں کے مثل لانے میں کیسا نیچا دکھایا۔ وغیر ذالک (۱۰) حضرت مسیح موعود کسر صلیب اور وضع حرب کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ پس دیکھو کہ وفات مسیح کا مسئلہ کس طرح اس کے پہلے پھیل گیا (۱۱) قوت تطہیر کا پتہ آپ کی جماعت کے صحبت یافتہ باخلاص افراد کے مشاہدہ سے لگ سکتا ہے۔ کہ ان میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی جس سے ابدال بنے (۱۲) علم قرآن کے مقابلہ کے واسطے سب علماء وصوفیاء اور عرب وعجم کو بلایا۔ پر کوئی بھی اس کے مقابلہ کے لئے نہ نکلا (۱۳) جیسا کہ پہلے انبیاء کے لئے آیا ہے:۔ وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم اور وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین اور فرمایا رسولا منھم۔ یہ سب باتیں ہمارے آقا و مولا میں موجود ہیں۔ نہ کسی غار سے نکلا۔ اور نہ آسمان پر زندہ بیٹھے رہ کر...

مامورین کی شناخت سے لوگ کیوں محروم رہتے ہیں؟

انانیت کو چھوڑنے کے بعد مقام صدیقیت حاصل ہوتا ہے

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب مرحوم سیالکوٹی کا صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حسب ذیل مضمون امید ہے۔ صداقت اور راستی کے دلدادوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ (ایڈیٹر)

فلما جاءتھم رسلھم بالبینٰت فرحوا بما عندھم من العلم وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون۔

ان آیتوں میں ایک بات ہے۔ جو بہت سے کی جڑ ہے۔ کہ کس طرح انسان ان نعمتوں کا جو اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور رسولوں کے رنگ میں آتی ہیں۔ انکار کرتا ہے۔ باوجودیکہ اس نعمت کی اشد ضرورت ہے۔ اور تمام نعمتوں اور فضلوں سے بڑھ کر یہ وجود ہوتے ہیں۔ پھر وہ کیا بلا اور آفت ہوتی ہے۔ جو اتنی بڑی عظیم الشان ضرورت سے نہ صرف انکار کراتی۔ بلکہ مقابلہ پر آمادہ کر دیتی ہے۔

انانیت کا کیڑا

کتاب اللہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کیڑا جو سعادت کی جڑوں کو کاٹتا ہے۔ وہ انانیت کا کیڑا ہے جب رسول منکروں کے پاس دلائل اور معجزات لے کر آئے۔ تو وہ فرحوا بما عندھم من العلم کے مصداق ہو گئے۔ یعنی جو کچھ ان کے پاس علم تھا۔ اس پر ناز کرنے لگے۔ اور خوش ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اپنے ان علوم کو اپنی اس واقفیت کو معیار ٹھہرا کر راستبازوں کو پرکھنا شروع کیا۔ ان فرضی اور خیالی کسوٹیوں پر مامور ان الہٰی کیونکر پورے اترتے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ انکار کر بیٹھے اور ہلاک ہو گئے

سب سے بڑی روک

سب سے بڑی اور بھاری روک کی چٹان جو اس راہ میں ہے۔ جس سے بہتوں نے ٹھوکر کھائی۔ اور جس کا بنیادی پتھر ابلیس نے رکھا تھا۔ وہ یہی خودی اور انانیت ہے کہ اس نے کہا۔ انا خیر منہ یہ اس لعنتی سلسلہ کی بنا ہے۔ جو خلیفۃ اللہ کے مقابلہ میں شروع ہوا ہے یہی وہ لفظ ہے۔ جس نے اس کو ساری سعادت مندیوں اور ترقیوں سے روک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں سے دور پھینک دیا اپنے تئیں کچھ سمجھنا یہ ایک ایسی خطرناک زہر ہے کہ اس کے استعمال کرنے والا کبھی بچ سکتا ہی نہیں وہ یہی راز تھا جو سارے نبی اس کبر اور انانیت سے بچنے کی تعلیم دیتے رہے

اس راہ میں رجو اللہ کی راہ ہے جو شخص سچی لذۃ حاصل کرنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ملنا چاہتا ہے اور اس کے دل میں تڑپ ہے کہ اسکا سینہ اللہ کے نور اور فیضان سے بھر جاوے یہ ضروری ہے کہ ہر قسم کے کبر سے پاک ہو یہ اس قدر قیمتیں رکھتا ہے کہ گن نہیں سکتے ان سب سے بڑھ کر خودی اور انانیت ہے اللہ جل شانہٗ نے انا خیر منہ کہنے والے کو پسند نہیں کیا بلکہ اس کو ملعون ٹھیرایا اسکے حضور برگزیدہ قوم وہ ٹھیری جس نے کہا۔ سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ مولیٰ کریم! تو ہی اپنی مصلحتوں کو جانتا ہے ہمکو کیا معلوم ہے کہ تیرا یہ خلیفہ کن اغراض اور مصالح کے لئے پیدا کیا گیا ہے ہمارا علم تو کچھ نہیں ہم تو اسی قدر جانتے ہیں جو تو نے ہم کو علم بخشا۔ بے شک تو ہی علیم و حکیم ہے۔

انانیت

اس قوم کی مانند اس دوسرے متکبر کا بھی حق ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اپنی محدود اور ضعیف ہستی پر نظر کرتا اور خدا کی مشیت اور خلیفۃ اللہ کی بعثت پر اعتراض کرنے کے لئے انانیت سے کام نہ لیتا۔ مگر اس نے انا خیر منہ کہکر انانیت کی لعنت کا ایک سلسلہ شروع کر دیا

صدیقیت

اس انانیت کے مقابلہ میں ایک اور صفت ہے جو سعیدوں میں ہوتی ہے وہ صدیقیت کی صفت ہے۔ اس صفت کا عظیم الشان مظہر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک فرشتہ گذرا ہے جس کا نام ابوبکر صدیق تھا رضی اللہ عنہ جس کی نظیر اس وقت تک قائم رہیگی جب تک دنیا میں ہادی اور مرسل کشتی لے کر آتے رہیں گے اور اس نظیر سے سعادت کے فرزند ہمیشہ سبق لیتے رہیں گے۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت اور رسالت پر کسی قسم کی تحقیقات دتامل نہیں کیا مالہٗ اور وما علیہ پر بحثیں نہیں کیں خلیفۃ اللہ

کی دعوت جہاں پہونچی وہیں کہدیا کہ وہ صادق ہے ہر ایک شخص جو غور کرنے والا دل رکھتا ہے اور دقیق والا دل رکھتا ہے اس معاملہ میں سوچے۔ ابوبکر کا سر قریش میں بڑا غور کرنے اور دقیقہ رس مانا گیا تھا۔ انساب کے متعلق جھگڑوں اور مشاجرات میں ابوبکر کی رائے قطعی ہوتی تھی اور تمام دنیا کے معاملات میں ہنیلیر ہوشیار اور ذکی تھا ایک ایسے معاملہ میں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ قوم اور برادری کے تعلقات کو یک لخت چھوڑ کر گویا ایک آگ میں کودنا تھا۔ اور دنیا کے تمام دکھوں اور تکلیفوں کو برداشت کرنا تھا وہ ذرا پیش و پس نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ محمدؐ سچا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیا بات ہے؟ ایک طرف یہ نظیر ہے دوسری طرف وہ ابلیس موجود ہے جو کہتا ہے۔ انا خیر منہ

بات یہی ہے کہ صدیقؓ نے انانیت کو دور کر دیا اور خلیفۃ اللہ کے مقابلہ میں اپنی ہستی کو محض لاشے سمجھا اور کالمیت ہو کر داعی کے امر کو قبول کیا۔ جس سے یہ عظیم الشان صدق کی روح اس میں نفخ ہوئی۔ جب تک ماموریت و مرسل کے مقابلہ میں کوئی اس صدیقی رنگ کو اختیار نہیں کرتا وہ اپنے سینہ کو اس نور سے نہیں بھر سکتا جو خدا کی یہ قوم پیدا کرتی ہے۔

خلیفۃ اللہ فی الارض

ہمارے زمانہ میں جب خلیفۃ اللہ فی الارض بولا ہے تو ایت سے ملک صفت صدیقی مشرب انسان بول اٹھے کہ یہ آسان دعوی ہے اس سے بھی بڑا دعویٰ تو ہمیں ماننے میں کوئی عذر نہیں میرے مکرم مخدوم مولوی نورالدین صاحب سے شروع دعویٰ میں ایک شخص نے کہا کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے آپ نے فوراً شرح صدر سے کہا میں تو اس سے بڑا دعویٰ بھی کرے تو ماننے کو طیار ہوں آج ابر بہاری کی طرح مختلف دلائل ہو گئے ہیں مگر واللہ اس وقت جب نورالدین نے مانا تو دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ دلائل بالکل مخفی تھے۔

ایک مجسمہ انانیت کا دعویٰ

مگر مجھے عجیب ذوق آتا ہے کہ ایک طرف یہ صدیقی مشرب انسان یوں تسلیم کرتا ہے اور دوسری طرف ایک دوسرا شخص ہے جو کہتا ہے کہ اردو نویس منشی ہے ہم نے اسکو اونچا کیا اور ہم گرا دینگے اس انا کے مترادف ہم نے اس کو اسفل السافلین میں گرا دیا اور یہ خلیفۃ اللہ ملائکہ کا مسجود ہو کر رہا۔ وہ ہم کہنے والا اس نعمت اور نور سے اس ذوق اور سرور سے جو اسکے دربار میں اسکے کلام اور صحبت سے ملتا ہے محروم ہو گیا۔

معرفت حاصل کرنے کا طریق

غرض یاد رکھو سب سے بڑی روک انانیت ہے جو صدق و یقینیت کے نور سے محروم کر دیتی ہے اس لئے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اگر وہ معرفت اور بصیرت میں ترقی کرے اللہ تعالیٰ کے فیضان اور انوار کو حاصل کرے ضروری ہے کہ وہ اپنے سینہ کو کھرکے اِن بتوں سے صاف کرے کسی گوشہ میں کسی قسم کا علم رکھا ہوا ہو تو وہ اسکو اس خلیفۃ اللہ کے مقابل نکال ڈالے۔ خلیفۃ اللہ کے ہر حرکت و سکون قول و فعل غرض ہر ادا کے ساتھ پورا متبع اور آشتی ہو۔ اور کبھی یہ لفظ زبان پر نہ آنے پائے ہ

تبلیغی نظم

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

ضرورتِ امام

پیارے مہدی تجھ کو یہ لوگ برا کہتے ہیں — ہائے افسوس نہیں سوچتے کیا کہتے ہیں
دیکھتے ہیں کہ ہے اس دین کی حالت نازک — قصرِ معمورۂ اسلام گرا کہتے ہیں
ہر طرف دیکھتے آثارِ تنزل پیدا — اب مسلمانوں کا حافظ ہے خدا کہتے ہیں
ایسی حالت ہے تو پھر کیوں نہ مسیحا آئے — جسے امراضِ مصائب کی دوا کہتے ہیں
چھا گئی ظلمتِ ادبار تو نکلا البدر — جسکے انوار کو انوارِ خدا کہتے ہیں
شرق سے بدرِ ہدایت کا ضروری تھا طلوع — جسے کاشانۂ ایماں کی ضیا کہتے ہیں
ولقد نصرکم اللہ ببدر پڑھکر — اہلِ قرآں اسے بدرِ ہدیٰ کہتے ہیں
پھیلتا جاتا ہے دن رات صلیبی مذہب — جو کہ انسان کے بیٹے کو خدا کہتے ہیں
مولوی لوگ مدد دیتے ہیں مگر اسکو — اور اپنے تئیں پھر بھی مصلح کہتے ہیں
جبکہ سو سال گزرنے پہ مجدد آئے — اس صلیبی کے لئے کون اسے سو کہتے ہیں
خلیفے بھی وہ ہوں تو پھر کیوں نہ ہوں عیسیٰ بھی وہ — دیکھئے اب جو مخالف ہیں وہ کیا کہتے ہیں
آنے والا جو ہے اس کا تو یہی حلیہ ہے — گندمی رنگ ہے بالوں کو صفا کہتے ہیں
ہو چکی ختم نبوت تو یہ سوچیں تو سہی — کس طرح آمدِ عیسیٰ کو روا کہتے ہیں

وفاتِ مسیحؑ

ابنِ مریم کے لئے جب ہے توفی آیا — کیوں اسے زندہ ہمارے علما کہتے ہیں
فاعل اللہ ہو اور انسان ہو مفعول اگر — معنے لفظ توفی کو مرا کہتے ہیں
ہے توفیتنی میں موت کا اقرارِ مسیح — اور زندہ اسے یہ اہلِ خطا کہتے ہیں
کہے عیسیٰ کہ مری موت کے پیچھے بگڑے — کیا ابھی تک نہیں بگڑے ہیں یہ کیا کہتے ہیں
اپنی لاعلمی کا اظہار کرے گا کیونکر — جبکہ سب کچھ وہ یہاں دیکھ گیا کہتے ہیں

نزولِ مسیحؑ

کس لئے کرتے ہیں یہ نزول پہ تم بحث — انزل اللہ الیکم کو یہ کیا کہتے ہیں
جب اسی لفظ کا اطلاق محمدؐ پہ ہوا — شرط کیوں آمدِ عیسیٰ میں سما کہتے ہیں
سورۂ نور میں وعدہ ہے خلافت کا کیا — جیسے موسیٰ کے یہ بارہ خلفا کہتے ہیں
جب ہیں موسیٰ کے مثیل اپنے رسولِ اکرم — اتنے ہی ان کے خلیفے بھی بجا کہتے ہیں
تیرہ سو سال جو گزرے تو مسیحا آیا — بس اسی طرح اس امت میں مسیح آ کہتے ہیں

مسیحِ موعودؑ کون ہے؟

قادیانی سے ملا ہیں جو غلام احمد — تیرہ سو سال کی دنیا ہی ندا کہتے ہیں

مہدی و مسیح ایک

ہے احادیث میں لا مہدی الا عیسیٰ — پھر یہ کیوں مہدی سے عیسیٰ کو جدا کہتے ہیں
شانِ آدم کہا عیسیٰ کو کہ مہدی ہوگا — جانے پھر یہ اشارہ بھی کیا کہتے ہیں

مقامِ ظہور

قادیاں کو جو ہے دراصل وہ شرقِ دمشق — جائے انوار و منارۂ بیضا کہتے ہیں

صفاتِ مہدی

اسمہ اسمی تو احمد ہے بجا فرمایا — اہلِ بیتی کو خطا اہلِ خطا کہتے ہیں
ہاں پڑھو تم وہ حدیث رجل من فارس — اہلِ فارس کو وہ ہم عجمیتنا کہتے ہیں
پھر امہدی یہی ہے کہ مصدق اسکو — یفیض المال فلا یقبل کا کہتے ہیں
کل غنا ہے یہ ہوئی اسکی حجت قائم — یضع الحرب درست اور بجا کہتے ہیں
لیظہرہ آپ ہی کی تیغ دعا کا قصہ — واہ کیا رنگ مسیحائی جما کہتے ہیں
ہے کہاں کوئی نہ اعجازِ مسیحا کا جواب — پھر بھی اپنے تئیں یہ سب فصحا کہتے ہیں
کب بنا مثل محمدؐ کہ غلام احمد کے — ہاں جو دعویٰ ہے وہ رنگِ فنا کہتے ہیں
خبریں غیب کی اللہ کی طرف سے جو دے — نبی اللہ اسے اہلِ نبا کہتے ہیں

ختمِ کلام

تو حقیقت سے خبردار نہیں ہے ہرگز — ہم اسے صادق و مصدق بجا کہتے ہیں
مفتری خائب و خاسر کی ترقی کیسی — دیکھ نادان تو کچھ ہوش میں آ کہتے ہیں
لو تقول کو بھی کیا بھول گئے ہیں منکر — رگِ جاں کیوں نہیں کاٹی گئی کیا کہتے ہیں
ہم نے تو مان لیا آپ کو صادق اکمل — اور یہ لوگ بدستور برا کہتے ہیں

فہرست نومبایعین ۱۹۲۳ء

خدا تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو ہر رنگ میں روز بروز ترقی دے رہا ہے۔ اور ہر سال سیکڑوں نئے آدمی داخل ہوتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے نام فہرست میں درج نہیں ہو سکتے لیکن جس قدر درج کئے جاسکتے ہیں۔ ان کی ایک قسط ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔ یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۲۳ء سے شروع ہوتا ہے۔ اور ابھی کئی سو نام اشاعت کے لئے باقی ہیں۔

نمبر	نام	سکونت
۱۶۱۴	رابعہ بی بی صاحبہ زوجہ عبدالحمید صاحب	ضلع گورداسپور
۱۶۱۵	کریم بی بی صاحبہ زوجہ فتح محمد صاحب	″
۱۶۱۶	مہتاب بی بی صاحبہ ہمشیرہ شبیر محمد صاحب	″
۱۶۱۷	جنت بی بی صاحبہ	″
۱۶۱۸	مبارک بی بی صاحبہ زوجہ نور محمد صاحب	″
۱۶۱۹	نظام بی بی صاحبہ زوجہ شیر محمد صاحب	″
۱۶۲۰	طالعہ بی بی صاحبہ زوجہ امام الدین صاحب	″
۱۶۲۱	فضل بی بی صاحبہ زوجہ علی احمد صاحب	″
۱۶۲۲	جیونی صاحبہ زوجہ شاہ دین صاحب	″
۱۶۲۳	عائشہ صاحبہ ″ بوٹو صاحب	″
۱۶۲۴	راج بی بی صاحبہ زوجہ دین محمد صاحب	″
۱۶۲۵	برکتے صاحبہ ″ شاہ محمد صاحب	″
۱۶۲۶	اللہ رکھی صاحبہ ″ غلام محمد صاحب	″
۱۶۲۷	حاکم بی بی صاحبہ ″ منشی نواب الدین صاحب	″
۱۶۲۸	فضل بی بی صاحبہ ″ خیر الدین صاحب فقیر	″
۱۶۲۹	امیر بی بی صاحبہ بیوہ شاہ محمد صاحب	″
۱۶۳۰	دینی صاحبہ زوجہ بشیر محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۱۶۳۱	حسین بی بی صاحبہ زوجہ علی محمد صاحب	″
۱۶۳۲	غلام فاطمہ صاحبہ زوجہ نور حسن صاحب	″
۱۶۳۳	مہرنی بی بی صاحبہ زوجہ نبی بخش صاحب	″
۱۶۳۴	غلام بی بی صاحبہ ″ حسین بخش صاحب	″
۱۶۳۵	نواب بی بی صاحبہ ″ اللہ رکھا صاحب	″
۱۶۳۶	فاطمہ صاحبہ ″ مولا بخش صاحب	″
۱۶۳۷	فضل بی بی صاحبہ زوجہ فتح محمد صاحب	″
۱۶۳۸	سلطانہ صاحبہ زوجہ نظام الدین صاحب	″
۱۶۳۹	جانوں صاحبہ ″ اللہ رکھا صاحب	″
۱۶۴۰	دوری صاحبہ ″ نظام الدین صاحب	″
۱۶۴۱	طالعہ بی بی صاحبہ زوجہ علی احمد صاحب	″
۱۶۴۲	برکت صاحبہ ″ مدد صاحب	″
۱۶۴۳	راج بی بی صاحبہ زوجہ بلند صاحب	ضلع گورداسپور
۱۶۴۴	رحمت بی بی صاحبہ ″ سراج الدین صاحب	″
۱۶۴۵	منو بی بی صاحبہ ″ ابراہیم صاحب	″
۱۶۴۶	طالعہ بی بی صاحبہ ″ نور محمد صاحب	″
۱۶۴۷	حسن بی بی صاحبہ ″ گوہر صاحب	″
۱۶۴۸	برکت بی بی صاحبہ ″ نتھو صاحب	″
۱۶۴۹	راج بی بی صاحبہ ″ نواب صاحب	″
۱۶۵۰	رحمت بی بی صاحبہ ″ نور محمد صاحب	″
۱۶۵۱	اسمٰعیل صاحب	″
۱۶۵۲	ابراہیم صاحب	″
۱۶۵۳	برکت بی بی صاحبہ زوجہ برکت علی صاحب	″
۱۶۵۴	حمیدہ صاحبہ بنت علی محمد صاحب	″
۱۶۵۵	سرداراں صاحبہ ″ عمر الدین صاحب	″
۱۶۵۶	چراغ بی بی صاحبہ زوجہ علی محمد صاحب	″
۱۶۵۷	سراج الدین صاحب	″
۱۶۵۸	مریم بی بی صاحبہ زوجہ عبداللہ صاحب	″
۱۶۵۹	مختار بیگم صاحبہ	″
۱۶۶۰	سائرہ بیگم صاحبہ	″
۱۶۶۱	مہرانی بی بی صاحبہ زوجہ اسمٰعیل صاحب	″
۱۶۶۲	عبدالغنی صاحب	″
۱۶۶۳	نواب بیگم صاحبہ بنت غلام علی صاحب	″
۱۶۶۴	فتح بی بی صاحبہ ″ الٰہی بخش صاحب	″
۱۶۶۵	حرمت بی بی صاحبہ ″ کریم بخش صاحب	″
۱۶۶۶	وارث بی بی صاحبہ زوجہ کریم بخش صاحب	″
۱۶۶۷	عائشہ بی بی صاحبہ ″ عبداللہ صاحب	″
۱۶۶۸	راحت بی بی صاحبہ والدہ عبداللہ صاحب	″
۱۶۶۹	جیون خان صاحب ولد کونسر(?) صاحب	″
۱۶۷۰	محمد صدیق صاحب ولد جیون خان صاحب	″
۱۶۷۱	فاطمہ بیگم صاحبہ بنت	″
۱۶۷۲	محمد شاہ صاحب سفیر افواج ہند معرفت ڈاکٹر	
	قاضی محمد بشیر صاحب امیر جماعت احمدیہ امرتسر	
۱۶۷۳	مولوی عبدالمجید صاحب	ضلع امرتسر
۱۶۷۴	مولوی حسن الدین صاحب	″
۱۶۷۵	چوہدری مولا بخش صاحب	″
۱۶۷۶	عزیزہ بیگم صاحبہ زوجہ محمد علی صاحب	گورداسپور
۱۶۷۷	چراغ بی بی صاحبہ ″ عزیز الدین صاحب	″
۱۶۷۸	برکت بی بی صاحبہ زوجہ دین محمد صاحب	″
۱۶۷۹	[illegible] صاحبہ زوجہ عبداللہ صاحب	″
۱۶۸۰	فضل الدین صاحب	″
۱۶۸۱	مہتاب بی بی صاحبہ زوجہ ابراہیم صاحب	″
۱۶۸۲	[illegible] صاحبہ زوجہ فضل الدین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۶۸۳	علی محمد صاحب	″
۱۶۸۴	[illegible] بی بی بنت [illegible] صاحب	″
۱۶۸۵	نواب بی بی صاحبہ بنت فقیر صاحب	″
۱۶۸۶	دھولا ولد فقیر صاحب	″
۱۶۸۷	کریم بی بی صاحبہ بنت دین محمد صاحب	″
۱۶۸۸	فقیر محمد صاحب ولد پیر محمد صاحب	″
۱۶۸۹	چراغ بی بی صاحبہ بنت شادی خاں صاحب	″
۱۶۹۰	چراغ بی بی صاحبہ بنت عبدالعزیز صاحب	″
۱۶۹۱	عبداللہ صاحب	″
۱۶۹۲	نوری بی بی صاحبہ	″
۱۶۹۳	عالم بی بی صاحبہ زوجہ رمضان صاحب	″
۱۶۹۴	جان بی بی صاحبہ ″ چراغ دین صاحب	″
۱۶۹۵	علی محمد صاحب ولد رمضان صاحب	″
۱۶۹۶	بیگم بی بی صاحبہ بنت رمضان صاحب	″
۱۶۹۷	خوشی محمد صاحب ولد احمد علی صاحب	″
۱۶۹۸	محمد حسین صاحب	لائلپور
۱۶۹۹	محمد یعقوب صاحب	ملتان
۱۷۰۰	جلال الدین صاحب	″
۱۷۰۱	بی بی جیلی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۱۷۰۲	بابا کوڑا ولد روڑا صاحب	″
۱۷۰۳	حسن محمد صاحب ولد روڑا صاحب	″
۱۷۰۴	بابو صاحب	″
۱۷۰۵	دین محمد صاحب	ملتان
۱۷۰۶	محمد عبداللہ صاحب	″
۱۷۰۷	علی احمد صاحب	″
۱۷۰۸	حبیب اللہ صاحب	″
۱۷۰۹	محمد یعقوب صاحب	لاہور
۱۷۱۰	مہتاب خان صاحب	آگرہ
۱۷۱۱	گیان محمد صاحب	″
۱۷۱۲	شمس الدین شاہ صاحب	ملتان
۱۷۱۳	آورون صاحب	ضلع جالندھر
۱۷۱۴	علی احمد صاحب	″
۱۷۱۵	فاطمہ صاحبہ زوجہ ابراہیم صاحب	″
۱۷۱۶	عائشہ بی بی صاحبہ بنت حاجی رمضان صاحب	ضلع جالندھر
۱۷۱۷	سارہ صاحبہ زوجہ عبدالعزیز صاحب	″
۱۷۱۸	جنت بی بی صاحبہ زوجہ عبدالرحمٰن صاحب	″
۱۷۱۹	ہاجرہ بی بی صاحبہ	″
۱۷۲۰	عظمت بی بی صاحبہ دختر حسن صاحب	″
۱۷۲۱	تاجاں صاحبہ دختر اسمٰعیل صاحب	″
۱۷۲۲	لال صاحب	ضلع ملتان
۱۷۲۳	محمد نواز صاحب	″
۱۷۲۴	سردار صاحب	″
۱۷۲۵	نازو صاحب	″
۱۷۲۶	بیرو صاحب	گورداسپور
۱۷۲۷	عطر بی بی صاحبہ بنت عیدا صاحب	″
۱۷۲۸	زینب بی بی صاحبہ	″
۱۷۲۹	سرداری بی بی صاحبہ بنت ولی محمد صاحب	″
۱۷۳۰	نواب بی بی صاحبہ ″ امام الدین صاحب	″
۱۷۳۱	سرداری بی بی صاحبہ ″ فقیر محمد صاحب	″
۱۷۳۲	فاطمہ بی بی صاحبہ ″ ڈنگا صاحب	″
۱۷۳۳	ملک فقیر محمد صاحب	″
۱۷۳۴	حشمت بی بی صاحبہ بنت فتح الدین صاحب	″
۱۷۳۵	رحمت بی بی صاحبہ	″
۱۷۳۶	نصر اللہ خان صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۷۳۷	غلام حیدر صاحب	″
۱۷۳۸	حسن بانو صاحبہ زوجہ اقبال احمد خاں صاحب	میرٹھ
۱۷۳۹	حاکم بی بی صاحبہ زوجہ میاں کریم اللہ صاحب	ضلع گورداسپور
۱۷۴۰	امۃ الحمید بیگم صاحبہ دختر ″	″
۱۷۴۱	دلشاد بیگم صاحبہ	″
۱۷۴۲	بادشاہ بیگم صاحبہ	″
۱۷۴۳	خورشید بیگم صاحبہ	″
۱۷۴۴	غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ میاں علیم اللہ صاحب	″
۱۷۴۵	امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ	″
۱۷۴۶	نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ میاں کریم اللہ صاحب	″
۱۷۴۷	عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ میاں عزیز الدین صاحب	″
۱۷۴۸	اللہ رکھی صاحبہ اہلیہ حافظ تاج محمد صاحب	″

(باقی)

جماعت احمدیہ کے ہر شعبہ کے سکرٹریوں پریزیڈنٹوں امیروں

اور

معتمدوں کے نام

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو معلوم ہے۔ کہ ۶ نومبر ۱۹۳۲ء کو ہندوستان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جلسے ہونگے۔ جس میں تمام فرقہائے اسلامی کے محبان رسول مقبول حصہ لینگے۔ اس مبارک تقریب پر حسب معمول الفضل کا خاتم النبیین نمبر نہایت شان سے نکلیگا۔ جس میں فضلاء ادباء وعلماء اسلام وسلسلہ احمدیہ و دیگر مذاہب کے حاصل کردہ مضامین سیرت نبویہ کے متعلق درج ہونگے۔ شاعران ذی کمال کی عقیدت بھری نظمیں ہونگی۔ اور ذی علم خواتین بھی اس میں حصہ لینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ کتابت۔ طباعت۔ کاغذ۔ ٹائٹل سب خوشنما اور دلکش ہوگا۔ قیمت خرچ قریب قریب چار یا پانچ آنے محصول ڈاک یا ریل ہندوستان کے اندر ہمارے ذمے۔ غیر ممالک کیلئے ۲ محصول فی پرچہ بذمہ خریدار۔

آپ مہربانی فرما کر اپنے احباب و حلقہ اثر میں کوشش کر کے خریداران کا اندازہ لگالیں۔ اور اس کے مطابق مطلوبہ تعداد کا آرڈر ہمیں بواپسی ڈاک دیں۔ تاکہ ہم آپ کو خاتم النبیین نمبر تیار ہوتے ہی بذریعہ وی پی بھیج سکیں۔ اگر مطلوبہ تعداد کے حساب سے منی آرڈر کے ذریعہ روپیہ بھیجدیں۔ تو طرفین کو سہولت رہیگی۔ ×

چونکہ اس نمبر کی اشاعت محض ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کیلئے کی جاتی ہے۔ جو مخالفین اسلام۔ اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ السلام کے بارے میں پھیلاتے رہتے ہیں۔ اور ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصلی مقام لوگوں پر واضح کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے قطعاً مالی فائدہ مقصود نہیں۔ اور نہ گذشتہ تین چار سال ہم نے کوئی فائدہ اٹھایا ہے۔ پس ہمارے احباب بھی اس نمبر کی توسیع اشاعت اور اسے یگانے بیگانے تک پہنچانے کیلئے اسی سپرٹ میں کام کر کے ثواب جزیل حاصل کریں۔ کوئی کمیشن نہیں دیا جاسکیگا۔ ×

آخر میں عرض ہے کہ پہلے سال یہ نمبر ۱۱ ہزار نکلا۔ دوسرے سال سولہ ہزار اس لئے کوشش کیجائے کہ اس سال یہ نمبر بیس ہزار نکلے احباب کی یاددہانی کے لئے اس موقعہ پر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے چند الفاظ درج کرتا ہوں۔ جو حضور نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمائے تھے۔

"خاتم النبیین نمبر" شائع ہوتا ہے۔ میں تمام جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے اپنے علاقوں میں اسکو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کرنیکی کوشش کریں۔ تا اگر زیادہ نہیں تو کم از کم دس ہزار تو شائع ہو سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی۔ کہ ریویو دس ہزار چھپے۔ کیا ہماری جماعت میں اتنی بھی غیرت نہیں۔ کہ اس خواہش کو سال کے ایک پرچہ کے متعلق ہی پورا کرسکے۔

لاہور میں ہزار دو ہزار پرچہ کا لگ جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر سو خالص بھی ایسے ہو جائیں ایسا ہی کلکتہ مدراس لکھنؤ۔ دہلی اور دوسرے شہروں میں اگر کوشش کیجائے۔ تو بہت کامیابی ہو سکتی ہے۔ ہر ایک جماعت کا ہر فرد اس کیلئے کوشش کرے۔ جہاں سو افراد کی جماعت ہو۔ وہاں ہزار۔ جہاں دو سو ہو۔ وہاں دو ہزار۔ غرض جتنے ممکن ہو سکیں فروخت کرنیکی کوشش کی جائے۔ تو بہت بڑی تعداد میں اسکی اشاعت ہو سکتی ہے۔ اس پرچہ کا بہت بڑی تعداد میں نکل جانا کوئی بڑی بات نہیں۔

ضرورت مشتہرات اور دعوت نامہ کی ہے" آپکا جواب زیادہ سے زیادہ ۲۵ اکتوبر تک ہمیں مل جانا چاہیئے۔ اسکے بعد ہم فرمائش کی تعمیل مشکل کرسکیں گے وجہ یہ کہ یہاں اتنا سامان طبع میسّر نہیں۔ نیز آپ اپنے شہر یا قصبے کے تاجروں اور کاریگروں کو تحریک فرمائیں۔ کہ وہ اس نمبر میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنے ہنر یا اپنی دوائی یا چیز کی اشاعت کرلیں۔ اجرت نہایت معمولی رکھی ہے صفحہ ۱۵ روپیہ ½ صفحہ ۸ روپے۔ کالم ۶ روپے۔ ½ کالم ۳ روپے۔ ¼ کالم ۱ہ۔ ⅛ کالم ۶ہ۔ اجرت پیشگی لیجائیگی

خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

الفضل کے بچھڑے ہوئے دوست

گذشتہ سال الفضل کے جو خریدار تھے۔ ان کئی ایک ہزار کے اسماء گرامی میرے پاس چھپے ہوئے موجود ہیں۔ مگر ان کے نام اب کسی وجہ سے اخبار بند ہے وہ سب الفضل کا یہ تبلیغی نمبر بطور تحفہ قبول فرمائیں اور آئندہ کے لئے کم از کم ۳ ماہ یا ۶ ماہ کے لئے جس طرح بھی ہو سکے پیشگی قیمت ادا کر کے خریدار بن جائیں انشاء اللہ وہ گھاٹے میں نہیں رہینگے الفضل آپ اپنی خوبیاں آپ کی نکتہ نواز نظر کے سامنے رکھ دیگا۔ چونکہ یہ پرچہ یوم التبلیغ کو یا اس کے قریب آپ کی خدمت میں پہنچے گا۔ اس لئے یہ پرچہ آپ بحیثیت احمدی ہونے کے کسی دوسرے دوست کو (جو سلسلہ میں داخل نہیں) مطالعہ کے لئے دیدیں حتّٰی کہ یہی پرچہ کم از کم دس دوستوں کو اسی طریق پر پڑھا دیا جائے۔ میرے خیال میں اگر دوسرے خریداران الفضل بھی اس تجویز پر عمل پیرا ہونگے تو بہت ثواب حاصل کریں گے۔

یوم التبلیغ میں الفضل کا حصہ

ہزارہا ناظرین الفضل ۸ اکتوبر کو اپنا فرض احمدیت ادا فرمائیں گے اسی سلسلہ میں یہ عرض کر دینا بے محل نہ ہوگا کہ وہ اپنے پروگرام میں الفضل کی خریداری کی تحریک بھی شامل کرلیں سلسلہ احمدیہ کے عقائد و حالات سے مزید واقفیت اور تسلی قائم رکھنے اور اپنے اعتراضات و سوالات حل کرنیکے لئے ہر طالب حق الفضل میں بہت سا میٹریل پائیگا آج کل ہر لکھا پڑھا کوئی نہ کوئی اخبار دیکھتا ہے الفضل سے دین و دنیا سنورتے ہیں اخبار بھی پڑھیئے۔ اور دینی معلومات بھی حاصل کیجئے۔ مجھے امید ہے کہ ہر بہی خواہ الفضل یہ پیغام ۸ اکتوبر اپنے مخاطب کو پہنچا دیگا نمونہ پتہ آنے پر مفت بھیجدیں گے۔ (مینیجر)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

بنگال میں صنعتی ترقی کے لئے وزیر زراعت نے ایک لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کی تجویز پیش کی تھی۔ جسے گورنر نے منظور کر لیا ہے۔ اس سکیم کے ماتحت صوبہ کے تمام اہم مقامات پر ان صنعتوں کے کارخانے کھولے جائیں گے جن کی تمام صوبہ میں ضرورت ہو۔ نیز اوسط درجہ کے طبقات کو صنعتی تربیت دینے کی بھی کوشش کی جائے گی۔ اس تجویز کا فوری مقصد یہ ہے کہ بیروزگار نوجوانوں کی اقتصادی ترقی کے لئے سامان اور مفید روزگار مہیا کئے جائیں۔ یہ تجویز بھی زیر غور ہے کہ ہر ضلع میں ایک ایسا مشاورتی بورڈ مقرر کیا جائے جو جدید صنعتوں کے نفاذ کا باعث ہو۔ دیگر صوبجاتی حکومتوں کو بھی ایسے انتظامات کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

منڈی ہائیڈرو الیکٹرک سکیم کے متعلق سول اینڈ ملٹری گزٹ کو معلوم ہوا ہے کہ ۳ اکتوبر کو اس کے ہیڈ کوارٹر جوگندر نگر میں پہلی مرتبہ بجلی پیدا کی گئی۔ اور انجن آزمائش میں بالکل پورے اترے۔ یہ کام ۱۹۲۶ء میں شروع ہوا تھا۔ اور اب تک شب و روز جاری رہنے کے بعد تکمیل کو پہنچا ہے عنقریب پانچ سو میل لائن پر بجلی پہنچنے لگ جائیگی۔

آئرش فری سٹیٹ کے گورنر جنرل مسٹر جیمز میکنیل اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے اور ملک معظم نے مسٹر ڈی ولیرا کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔ وزراء اور گورنر جنرل میں کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے آپ کو مستعفی ہونا پڑا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آئرش فری سٹیٹ کی حکومت گورنر جنرل کے عہدہ کو کلیتہً منسوخ کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے۔

برطانوی کابینۂ وزارت کی دوبارہ تکمیل کا سلسلہ یکم اکتوبر با یہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اور تین مستعفی وزراء نے اپنی مہریں ملک معظم کے حوالے کر دیں۔ اس کے بعد مسٹر بالڈون کو لارڈ پریوی سیل کے عہدہ کا حلف دیا گیا۔ سر جان گلمور کو ہوم سکرٹری کے عہدہ کی مہر دی گئی اور میجر ایلیٹ وزیر زراعت کے عہدہ کی بھی تصدیق کر دی گئی۔

چین اور جاپان کے درمیان کشمکش کے اسباب دریافت کرنے کے لئے جمعیتہ الاقوام کی طرف سے لٹن کمیشن مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے تحقیق کے بعد اپنی رپورٹ شائع کر دی ہے جو اگرچہ طویل ہے مگر متفق علیہ ہے۔ اس میں منچوریا پر چین کی ملکیت کو تسلیم کرتے ہوئے جاپان کے حقوق کے تحفظ کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔ اور دس ایسی سفارشات کی گئی ہیں جو کمیشن کے نزدیک کسی اطمینان بخش حل کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ برطانوی اخبارات کے نمائندگان مقیم جینوا کی رائے ہے کہ کمیشن نے اپنا کام بطریق احسن انجام دیا ہے۔ اور حالات پر نہایت اچھے انداز سے غور کیا ہے۔

جمعیتہ الاقوام کی عمارت میں ۳ اکتوبر اجلاس ہو رہا تھا کہ کسی شخص نے ریوالور چلا دیا۔ یہ نشانہ باہر کی طرف سے کیا گیا تھا۔ گولی کھڑکی کے آہنی شیشہ پر لگ کر واپس ہو گئی اور کھڑکی کے پاس شخص کو کوئی نقصان نہ پہنچا فائر کرنے والے شخص کو فوراً گرفتار کر لیا گیا وہ ہنگری کا باشندہ ہے اور ظاہری وضع و ہیئت سے مخبوط الحواس نظر آتا ہے۔ اس نے گرفتاری پر کہا کہ میں کسی وزیر کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

بمبئی پولیس نے ۳ اکتوبر کو مالابار ہل پر گورنمنٹ ہاؤس کے قریب ایک بنگلہ پر چھاپہ مارا اور ایک کانگرس براڈ کاسٹنگ سٹیشن یعنی سامان نشر صوت دریافت کیا جسے بمبئی کی کانگرس اپنے استعمال میں لا رہی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پولیس دو ماہ سے سراغ لگا رہی تھی۔ کانگرسی رہنما اس کے ذریعہ ہر ہفتہ میں دو مرتبہ برطانی مال کے مقاطعہ پر اپنے خیالات منتشر کرتے رہے ہیں۔ چونکہ حکومت کی طرف سے ریڈیو کے پیغامات کی سماعت کے آلات فروخت کرنے کی ممانعت ہے اس لئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایسے آلات کانگرسی رہنماؤں اور ان کے حامیوں نے خود بنائے ہیں۔ چھ گرفتاریاں بھی عمل میں لائی گئیں۔

سیٹھ حاجی عبد اللہ ہارون ایم ایل اے جو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شمولیت کے لئے گئے ہوئے تھے ۳ اکتوبر کو بمبئی پہنچ گئے۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ میں پولیس کے نظم و نسق کی رپورٹ بابت ۱۹۳۱ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی شورش اور اقتصادی بدحالی کی وجہ سے جرائم میں کافی اضافہ ہوا۔ قتل کے ۶۱۵ واقعات ہوئے۔ قابل سزا جرائم میں سال ماسبق کی نسبت ۲۴ کا اضافہ ہوا۔ ڈیرہ اسماعیل خان کلاچی اور ضلع پشاور میں بھی فسادات کی زیادتی رہی حکومت اس کی وجہ سیاسی شورش قرار دیتی ہے۔

سری نگر کی اطلاع ہے کہ ۲ اکتوبر کی شام سے سری نگر میں آرڈیننس منسوخ کر دیا گیا ہے دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت جاری کردہ احکام بھی واپس لئے جا رہے ہیں اور فوج بھی بتدریج شہر سے ہٹائی جا رہی ہے

ہز ایکسی لینسی سردار سکندر حیات خان قائم مقام گورنر پنجاب کے متعلق پولیٹیکل حلقوں میں افواہ پھیل رہی ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے۔ قائم مقام گورنری کے فرائض سر انجام دینے کے بعد آپ کو گول میز کانفرنس کے تیسرے اجلاس کا مندوب نامزد کر کے لنڈن بھیج دے۔

انگلش مین کلکتہ کو معلوم ہوا ہے کہ جو ہندوستانی گورنمنٹ بنگال کی ملازمت میں ہیں ان میں سے اکثر کے گھروں میں عورتوں کو کچھ سرخ اشتہارات موصول ہوئے ہیں جن میں انقلاب پسندوں نے انہیں دھمکیاں دی ہیں کہ اگر ان کے خاوندوں بھائیوں اور لڑکوں نے گورنمنٹ کی پالیسی کی حمایت کرنا اور انقلاب پسندوں کو گرفتار کرنا ترک نہ کیا تو انقلاب پسند ان عورتوں کو غدار قرار دیکر ان سے بھی وہی سلوک کریں گے جو وہ دوسروں سے کر رہے ہیں۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ چٹاگانگ نے حکم جاری کیا ہے کہ چونکہ پچھلے دو سال میں انارکسٹوں کی طرف سے جو واقعات ظہور پذیر ہوئے ان میں زیادہ تر ہندو نوجوان ہی شامل تھے اس لئے آئندہ دو ماہ تک کوئی ہندو نوجوان غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ یہ حکم صرف تین چار تھانوں کے حلقوں تک محدود رہیگا۔ اسی طرح ان نوجوانوں کو تھانوں کی حدود میں سائیکل استعمال کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔ تانگے والوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ لے جائیں۔

مسلمانان بہار نے بمبئی کی اس گفتگو ئے مفاہمت کے متعلق جو بعض کانگرسیوں اور نیشنلسٹ مسلمانوں کے درمیان ہو رہی ہے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ مسلمان اس نوع کی انفرادی اور غیر ذمہ وارانہ گفت و شنید کو ہرگز پسند نہیں کرتے۔ جب تک دلوں میں تغیر نہیں آئے گا۔ کوئی صلح نہیں ہو سکیگی۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کے موجودہ مطالبات کی منظوری سے تغیر قلب کا ثبوت دینا چاہیئے۔

انڈین ریلوے کانفرنس ایسوسی ایشن کے اجلاس کے سلسلہ میں جو ۸ اکتوبر کو ایجنٹ بنگال ناگپور ریلوے کے ماتحت منعقد ہونے والی ہے۔ سات ریلوے حکام اور نمائندے شملہ پہنچ گئے ہیں۔ ایجنڈے میں ریلوے کی ترقی بغیر ٹکٹوں کے سفر کرنے کا ازالہ۔ شعبۂ طب کی رپورٹ۔ ریلوے کی گاڑیوں میں نشر لوازمی کے انسداد اور ۱۹۳۳-۳۲ء میں مشاورتی کمیٹیوں کے قیام پر غور کیا جائے گا۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ یہ کانفرنس ۱۲ اکتوبر کو ختم ہو جائیگی۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی